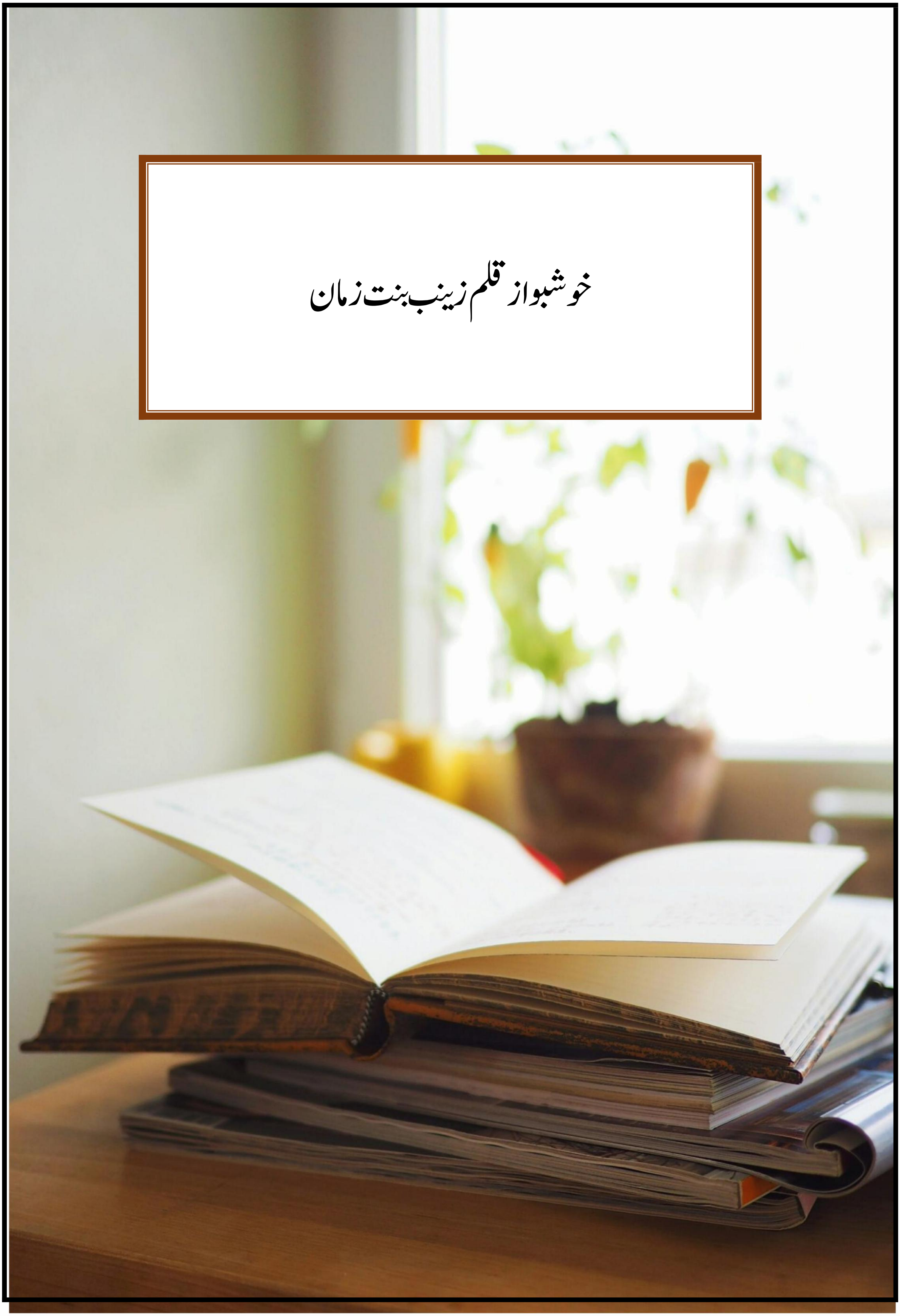

خوشبو از قلم زینب بنت زمان

اردوناولزبلاگز

اردوناولزبلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردوناولزبلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے
آپ کو اعلی معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے۔

براہ کرم اس pdf کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر
اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں:-

urdunovelsblog

ویب سائٹ: urdunovels.blogs

ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com

انسٹاگرام: @urdunovelsblogs

فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے!

خوشبو از قلم زینب بنت زمان

"نانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نانی تم کیا سونگھ رہی ہو اس کتاب سے "

بچے کا سوال تھا۔ نانی نے مڑ کے دیکھا

" یہ کتاب میرا قرآن ہے۔اس سے خوشبو آتی ہے۔ میں اس خوشبو کو محسوس کر رہی ہوں سونگھ نہیں رہی۔ "

بچے نے جھک کر سونگھا مگر خوشبو نہیں تھی۔ تھوڑی سی بھی نہیں۔ ہلکی ہلکی بھی نہیں۔

چند لمحوں بعد وہ پھر سامنے تھا۔ نئے سوال کے ساتھ۔

ننھے دماغ کا ننھا مگر گہرا سوال۔ " نانی تم یہ کپڑا بچھا کر کیا کر رہی ہو"

" یہ جائے نماز ہے راشد، اس پر نماز پڑھتے ہیں"

مزید کریدا " کیوں پڑھتے ہیں"

بتایا " کیونکے فرض ہے اللہ نے حکم دیا ہے"

" نانی یہ اللہ کون ہے "

نانی کے ہاتھ جائے نماز کی سطح پر دھرے تھے اور خود وہ اتحیات کی صورت بیٹھی تھیں۔ " اللہ رب ہے، تمہارا اور میرا، مالک ہے اللہ "

" کیا ہم غلام ہیں نانی "

" ہم اس کے بندے ہیں، اور وہ ہمارا مالک "

گلی کے کونے والی دکان پر ایک بچہ کام کرتا ہے، کہتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو کہتا ہے کہ وہ اس کا غلام ہے۔ میں غلام نہیں بنوں کا نانی، تم ہی بنو، مالک مارتے ہیں اپنے غلاموں کو، غلامی اچھی نہیں، " مجھے نہیں چاہیے "

ماحول کا اثر اس بچے کے ذہن پر واضح نظر آتا تھا۔

! نانی سمجھانے لگی کہ ایسا نہیں ہوتا میرے بچے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا مالک ہم سے محبت کرتا ہے مگر وہ ماحول کی سنتا گیا، معاشرے کے ہجوم کی سنتا گیا اور پتھروں سا ہوتا گیا۔

کبھی نانی کی بات کا یقین کر لیتا نماز اور قرآن سیکھ لیتا، مگر پھر اڑتی ہوئی گرد آلود ہوا، اور ارد گرد محض نام کے مسلمانوں کی پرچھائیاں اسے پھر سے دین سے دور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے انتہا دور تلک لے جاتیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گہری نیند میں روز کے معمول کے مطابق ایک آواز اسے آئی۔ اس کا دماغ ہلکا ہلکا بیداری کی روشنی سے روشن ہونے لگا تھا۔ ہلکی آنکھ کھول کر دیکھا تو وہی، اس کی نانی اسے اٹھ کر نماز پڑھنے کا کہہ رہی تھیں۔ روز فجر کے وقت نانی آواز دیتی تھیں اور وہ اٹھتا ہوں کا کہہ کر دوبارہ سے کروٹ بدلتا نیند کی آغوش میں پناہ لے لیتا تھا۔ وہ نماز کے مطلق اسے کئی قصے سناتیں، قرآن پڑھنا سکھاتیں، عبادت کے فوائد بتاتیں کہتی تھیں

"دیکھو میری جند کے ٹوٹے، تمہیں معلوم نہیں ہے ابھی کہ رب سے ملاقات کا سرور ہوتا کیا ہے، ایک بار اگر تم نے ملاقات کا شرف پا لیا تمہارا دل سرور اور روح اطمینان سے بھرپور ہو جائیں گے۔ "

اور وہ کہتا تھا

" نانی تم دیوانوں سی باتیں کیوں کرتی ہوں، کیا کبھی رب کسی عام انسان سے ملاقات کرتا ہے، کیا اس نے تم سے ملاقات کی؟ تم تو ہر نماز پڑھتی ہو مگر ابھی بھی ملاقات سے محروم ہو۔ اور رہی نماز کی بات تو میں پڑھ لوں گا ابھی وقت ہے، قضا ہونے سے قبل دو سجدے کر لوں گا "

" تم کو ابھی معلوم نہیں راشد کہ دو سجدے، ہوتے کیا ہیں، کرتے کیا ہیں۔ اللہ کو سجدوں کی نہیں صدق والے دل کا جھکنا پسند آتا ہے۔ بغیر صدق کے یونہی سجدے محض زمین سے پیشانی لگا کر بڑبڑاہٹ کا نام ہیں "

" مگر قاری صاحب مارتے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسجد نہیں جاوں گا۔۔۔ قرآن نہیں پڑھوں گا"

مگر صبح پڑھوں گا، اچھا شام میں پڑھوں گا وہ بہانے کرتا رہتا، ہاتھ آتا بھی تو غصہ کرنے لگ جاتا، اکتاہٹ ظاہر کرتا۔ "قرآن مجھ سے پڑھ لو میں نہیں ماروں گی پیار سے پڑھاوں گی۔"

نانی روٹی کے نیوالے کھلاتی یاد دلاتی تھی کہ یہ رزق اس نے ہی دیا ہے تمہیں۔ دیکھو تو ذرا اس کی محبت، یوں کرو اب تم نماز میں اور نماز سے شکر ادا کرو اس رزق کا۔

وہ کہتی رہتیں اور وہ اچھا پڑھتا ہوں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی پڑھ لیتا ہوں کا ورد سناتا رہتا۔

عمر بڑھتی رہی اور سرپرست سوائے نانی کے کوئی نہ بچا۔ سب کو بلاوے آئے اور سب چل دیے۔ اب وہ تھا اور اس کی نانی۔ کرائے کا گھر اور کرایہ دینے کا مسئلہ۔ دو وقت کی روٹی اور دو وقت کی روٹی کمانے کا مسئلہ۔

نانی کے سنگ وہ اینٹوں کے بھٹے پر اینٹوں سے سر پھوڑنے لگا
۔۔۔۔۔۔۔ عمر کام کی نہ تھی مگر پیٹ پالنا عمر سے ضروری تھا۔ آج بھی نانی کام سے چند منٹ کی فراغت لے کر نماز پڑھتی مگر وہ نہ پڑھتا

وہ کام کر رہا تھا کہ نانی نے ظہر کی ملاقات کی اطلاع دی اس نے نانی کو جھڑک دیا تھا۔

"ٹھیکیدار تمہارے نماز کے وقت کے پیسے کاٹتا ہے مگر تم پھر بھی پڑھتی ہو۔اب کیا چاہتی ہو میں بھی جو دو آنے مزید ہاتھ آتے ہیں نماز پڑھنے کے چکر میں کٹوا بیٹھوں۔"

نانی نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا۔

"کیا تجھے رزق ٹھیکیدار دیتا ہے؟"

آسمان کی جانب دیکھا۔

"تیرا میرا رزق وہاں سے آتا ہے۔تو اسے یاد رکھے گا تو وہ تجھے مزید سے نوازے گا۔"

غصے سے ہاتھ میں پکڑی اینٹ زمین پر مار کر وہ چلا گیا۔نانی نے گیلی آنکھوں سے اس کی پیٹھ دیکھی اور دل میں نادان کی ہدایت کی دعا کر بیٹھی۔

وہ یہاں فکر مند تھی اور وہ دوستوں میں بیٹھا سیگریٹ کے اثر میں تھا۔
راشد اٹھنے لگا تو الطاف کی آواز سن کر تھم گیا۔

"لو بھلا تو اتنی جلدی جا رہا ہے۔ابھی تو ہم نے پارٹی شروع کی ہے،آج تیرا یار تیرے لیے کچھ خاص لایا ہے۔"

دو بولتوں کو ہاتھ میں لہراتے بولا۔شراب کی بدبو ماحول میں شرابیوں کے ہونے کا ذکر کرنے لگی۔

رات نشے میں گزری دن کو نشہ تو اتر گیا مگر دن کی روشنی نے بربادی کے سندیسے بھی سنا ڈالے۔

راشد کا پچھلی رات نشے میں دھت ہونا اسے اس کی ذمہ داری سے غافل کر گیا۔بھٹے میں لگی آگ بھڑکتی رہی پھیلتی رہی اور وہ بدحواس اوندھے منہ پڑا رہا۔آگ پھیلتی پھیلتی سب نگل گئی

اینٹیں پکنے کی بجائے،آگ کی نظر ہو گئیں۔ایک نقصان تھا جو راشد سے ہو گیا،اور ایک ازالہ تھا جو اسے بڑھنا تھا،بغیر تنخواہ کے مزدوری اور نقصان بڑھنے کو بے بہار قم۔اس کا ذریعہ معاش اس بھٹے کی مزدوری تھی اگر وہاں سے ہی اس کو تنخواہ نہ ملتی،وہ نقصان کیسے بڑھتا،پیٹ کیسے پالتا،نانی کو کیسے سنبھالتا۔۔۔۔۔۔نانی کی مزدوری تو بہت کم تھی،نہ ہونے کے برابر۔

☆☆

وہ بھاگ نکلا راتوں رات نانی کو ساتھ لیے اور ایک گٹھڑی میں چند لباس لیے۔نانی نے منع کیا تھا مگر وہ اپنی قسموں پر اتر آیا۔جان دینے کی بات کرنے لگا۔اس کے ہاتھ میں کپڑوں کی گٹھڑی تھی اور نانی کے ہاتھ میں اس کے رب کا پیغام،نانی نے قرآن کو ایک صاف کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔
اس نے نانی سے کہا تھا کہ قرآن وہیں چھوڑ دے وہ کہنے لگی

"خوشبو آتی ہے اس سے میں اس خوشبو کے بغیر زندہ کیسے رہوں گی"

urdunovelsblog

اس نے کہا

" زندہ رہنے کو روٹی ضروری ہوتی ہے نانی۔ تمہارے قرآن کی خوشبو نہیں "

نانی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ کہتی تو وہ مان لیتا۔ ایسا نہیں ہوتا تھا۔

رات گزارنے کو جگہ کہاں ملنی تھی؟ اور ملی بھی نہیں۔

مسجد کے پاس سے گزرتے راشد نے مسجد کا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہاں تالا تھا۔ بات غلط تھی رب کا گھر ہو اور بند ہو، بھلا ایسا ہوتا ہے ہاں جب اس کے گھر کی چابیاں بندوں کے ہاتھ ہوں تو ایسا ہونا انہونی نہیں۔ بند دروازہ دیکھ کر وہ مڑا اور طنزیہ نانی کو کہنے لگا

تم کہتی ہو کہ وہ ہے سہارا دینے والا، لو دیکھو تو مسجد کے دروازے پر تالا لگا ہے، کیا کوئی بے گھر اس کی عبادت گاہ میں رات بھی نہیں گزار سکتا، کیا یہ محض نماز کی ادائیگی کو کھلنے والی جگہ ہے۔ اگر تم " نمازی نہیں تو اندر نا آو " یہ ایسی جگہ ہے " وہ طنز اور غصے سے بولتا رہا

یہ مسجد اس کی ہے مگر تم نے یہ نہیں دیکھا یہ دنیا اس کی ہے۔ تم یہاں رہتے ہو، رات کی بجائے سالوں گزارتے ہو، مسجد کو لگا تالا نہ دیکھ تو آنکھیں کھول اور دنیا کی وسعت دیکھ، خود کو ملتا غیب کا سہارا " دیکھ "

نانی بولیں تو اس نے منہ پھیر لیا بھوک ہلاکت کے دوراہے تلک لے جانے کو تھی اور نانی آنکھ کھولنے کا کہہ رہی تھی۔

رات بھر بوڑھی نانی مسجد کی دیوار سے کمر ٹکا کر استغفار کرتی رہی۔ نانی کا دل کہتا تھا مر نا کب۔۔۔۔۔۔۔ کیا خبر؟ قبولیت کے وقت کی۔۔۔۔۔ کیا اطلاع؟ موقع ہاتھ آئے تو استغفار کرتے رہو

عمر کا تقاضہ تھا اور کچھ خوراک کی محرومی سے نانی کا جسم نڈھال ہونے لگا۔ تیسرے پہر فجر کے نمازی مسجد پہنچے تو مسجد کا دروازہ کھولا گیا۔
نمازیوں میں سے چند حساس دل کے لوگ بھاگے اور کھانے کو کچھ لے آئے، کچھ نانی اور راشد کو مسجد میں لے گئے۔ سب نے پوچھا معاملہ کیا ہے۔

نانی کہنے لگیں کہ

" ہم گھر سے بے گھر ہوئے ہیں۔ ہمیں ایک پناہ گاہ کی تلاش ہے۔ "

اس سے آگے نا کوئی پوچھ سکا۔۔۔۔۔ نا وہ بتا سکے۔ اس روز فجر کی نماز لوگوں کے دیکھنے پر راشد نے ادا کی۔ بغیر صدق کے سجدوں کی انتہا کی۔

" دن گزرتے رہے اور وہ امام کے گھر مہمان نوازی کی مدت سے کئی روز مزید رہے

راشد کام تلاش کرتا رہا اسے مل بھی گیا نانی کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر منتقل ہوتے آخری بار امام صاحب کے ساتھ بیٹھے انہیں سنتے وہ کہنے لگا

urdunovelsblog

" امام صاحب نماز پڑھنا کیوں ضروری ہے۔ بھلا آپ کے رب کو میری نماز کی ضرورت کیوں ہے ؟ "

امام صاحب چونک اٹھے

راشد کو یقین تھا ابھی وہ اس کے سوال پر بھڑک اٹھیں گے۔ ہر مذہبی شخص ایسے سوالوں پر بھڑکتا ہی دیکھا تھا اس نے۔

چند لمحے ہاتھوں کو مسکرا کر دیکھتے امام صاحب بولے تو راشد حیران ہو گیا

" اول تو رب محض میرا رب نہیں بچے۔۔۔۔۔ جتنا میرا ہے اتنا ہی تمہارا۔ اور دوسرا اسے تمہاری نمازوں کی قطعا ضرورت نہیں۔ اس کی عبادت کو فرشتے کافی ہیں۔ "

" اس کے ذکر کو ملائکہ بے انتہا۔ اس کی ذات کے مطابق عبادت کرنا ہم انسانوں کو کہاں آتا ہے، ایسی وسعتوں کا عمل ہم نہیں کر سکتے "

راشد پہلے پریشان ہوا اتنے میٹھے اور نرم لہجے پر۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا امام صاحب ایسے سوال پر بھڑک جائیں گے۔۔۔ مگر جواب تحمل زدہ لہجے میں دیا گیا تھا

" تو پھر میں نماز کیوں پڑھوں "

" اپنے لیے "

" اپنے لیے تو ضروری نہیں "

" اپنے لیے ہی ضروری ہے، تمہاری نماز محض تمہاری بھلائی کو ضروری ہے۔ اللہ کو تمہاری نماز نہیں چاہیے "

۔۔۔۔۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ وہ مزید بولے " مگر "

" ۔ وہ ہماری عبادتوں سے رب نہیں ہے۔ ہماری عبادتیں اس کے رب ہونے سے ہیں

" نانی کہتی ہے مجھے رب کی ملاقات کے سرور کا علم نہیں۔۔ "

وہ انجان سے لہجے میں بول رہا تھا

امام صاحب نے سچ کہا۔ " ہاں نہیں ہے۔ یہ علم آسانی سے نہیں ملتا، مجھے بھی نہیں ملا۔۔۔ مگر میری کوشش جاری ہے "

" مگر رب سے ملاقات کی بات محض دیوانگی ہے امام صاحب۔ ہم کوئی نبی نہیں، ہم پر وحی نازل نہیں ہوتی جو ہم اس سے ملاقات کر سکیں "

" نانی تو یہ بھی کہتی ہے کہ اس کے قرآن سے خوشبو آتی ہے۔ حالانکہ میں بچپن سے اس کے قرآن کو سونگھتا آیا ہوں کبھی خوشبو نہیں آئی۔ کیا آپ اب بھی کہیں گے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں "

" قرآن سونگھنے کی شے نہیں پڑھنے کا علم ہے۔اس کی خوشبو سونگھنے سے نہیں پڑھنے سے آتی ہے "

" مولوی صاحب بھی نانی سے باولے ہیں "

وہ دل میں بولتا بغیر اگلی بات سنے اٹھ کر چلا گیا۔اسے مزید نہیں سننا تھا سو اس نے نہیں سنا۔
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نانی عمر کے ساتھ چارپائی کی ہو کر رہ گئی۔وہ اسے شادی کر لینے کا کہتی اور وہ بات بدل دیتا بھلا اس کی استطاعت تھی ابھی شادی نبھانے کی۔اوں ہوں۔ابھی نہیں۔

نانی کے سامنے بیٹھا انہیں دوا دیتا وہ کہتا تھا

" جتنی عمر تم نے عبادت میں گزاری ہے نانی،اس کے باوجود اللہ نے تمہیں کتنی آزمائش میں رکھا۔میں نے نہیں دیکھا نانی کہ عمر بھر تم کبھی سکون کر پائی ہو۔ "

"مجھے ملا ہے سکون راشد۔میں نے جب جب اسے پکارا مجھے سکون ملا۔ "
کھانستی ہوئی نانی نے کہا

دوبدو بولا " تم باولی ہو نانی "

میری عمر کا لحاظ کر لیا کر نالائق۔شرم نہیں آتی اپنی نانی کو باولی کہتے۔"
مصنوعی غصے سے کہا " کچھ تو ڈرا کر مجھ سے۔

ہنس کر کہتا وہ اٹھ کر جانے لگا تو نانی نے ہاتھ تھام کر روک لیا " آتی ہے نانی مگر تھوڑی سی۔اب تیرے سوا میرا کوئی نہیں تو،۔۔۔۔۔۔تو میری سہیلی ہے۔تجھ سے کیا ڈرنا "

" مجھے تجھے کچھ دینا ہے "
پیار سے کہا

؟اس نے حیرانگی سے پوچھا" کیا "

" وراثت "

نانی کے کہنے کی دیر تھی۔وہ ہنس پڑا۔

نانی تم بھول رہی ہو تمہارا تعلق کسی شاہی خاندان سے نہیں ہے۔ہم غریبی کے مارے ہیں۔اور تم وراثت۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔کیا دو گی اپنے حصے کی غریبی۔۔۔۔۔۔۔۔تو رہنے دو میرے پاس "
مذاق کرتا وہ ہنسنے لگا " میرے حصے کی غریبی کافی ہے۔

" میرے پاس قرآن ہے راشد۔جب میں چھوٹی تھی میرے ابا نے مجھے وہ دیا تھا اس روز سے آج تک میں اسے روز کھول کر پڑھتی آئی ہوں۔ "

کھانستی ہوئی وہ رکیں

راشد کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔وہ بس سننے اور اٹھ کے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

میرے جسم کے اعضاء اب مجھے کہتے ہیں کہ وقت ہوا چاہتا ہے۔میری خواہش ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم میرا قرآن روز پڑھو اس میں لکھا سب،میرے قرآن سے تمہارے دل میں زندہ رہے "
"۔

" اگر قرآن روز کھولنے کا مسئلہ ہے نانی تو مسجد میں دے آتا ہوں۔وہاں کوئی نا کوئی کھول کر پڑھتا رہے گا۔اور تم صدقہ جاریہ کماتی رہنا "

اس نے مشورہ دیا۔

نانی نے اٹل لہجہ اپنایا۔ " وہ تمہاری امانت ہے راشد۔میں مر جاوں تو اسے تم نے اپنے پاس رکھنا ہے۔یاد رکھنا اسے روز پڑھنا۔میرے قرآن کی خوشبو کہیں ختم نہ ہو جائے "

دماغی توازن کھو گیا ہے۔کیسی باتیں کرتی ہے۔قرآن کی خوشبو۔۔۔۔۔ختم۔۔۔۔۔لو اول تو اگر قرآن کی خوشبو ہوتی ہے تو وہ ختم کیونکر ہو گی۔ نانی کو سنتا راشد سوچتا رہا۔کہ نانی کا

نانی نے اسے رات میں قرآن پڑھتے اپنے پاس بلایا اور قرآن کے ورق سونگنے کا کہا۔نانی کہتی رہی کہ اس کے قرآن سے خوشبو آتی ہے۔مگر وہ خوشبو راشد کو نا آ سکی۔اسے اس پل نانی واقعی ہی ذہنی بیمار لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

urdunovelsblog

نانی مر گئی اشتہا سے دیکھتی مٹی نے نانی کا وجود سمیٹ لیا۔وہ اکیلا ہو گیا۔سرپرست اب وہ خود ہو گیا اپنا۔

کئی دن اڑے تو رات کے پہر اس کی آنکھ کھلی نانی کی چارپائی خالی تھی۔مگر طاق خالی نہیں تھی۔وہاں نانی کا قرآن تھا۔

اس نے کروٹ بدلی اب طاق میں رکھا قرآن نظر سے اوجھل ہو گیا۔ہر رات آنکھ کھل جاتی تھی اور طاق میں رکھا قرآن آنکھ سے ٹکرا جاتا تھا۔وہ کروٹ بدل لیتا تھا۔آج بھی بدلی تھی مگر پھر اچانک وہ اٹھا اور غسل خانے چلا گیا۔واپسی ہوئی تو کہنیوں اور چہرے سے ٹپکتا پانی وضو کا پانی تھا۔
اس نے ادھر ادھر دیکھا اس کے دو قدم کے مکان میں گہری خاموشی تھی۔رات کی خاموشی۔اس نے طاق سے قرآن اٹھا لیا۔ہاتھ میں لے کر وہ کئی منٹ بیٹھا رہا۔بے خبر اور خالی سوچ و ذہن کے ساتھ
۔

اس نے آہستہ سے قرآن کھولا خاموشی میں دل کی آواز کا شور تھا۔اس نے ناک قرآن کے ورق سے لگاتے خوشبو کا معائنہ کیا۔ایک پل اسے لگا کہ انتہا کی خوشبو اسے آئی ہو۔دوسرے پل اسے لگا کہ خوشبو کا کوئی نشان نہیں ان ورقوں میں۔

جھٹ سے قرآن بند کرتا اس کا ہاتھ تھم گیا۔

ایک آیت کا ترجمہ آنکھ کا پردہ پکڑ گیا۔

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک اور برتر ہے ہر اس " "چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

چند لمحے سٹل بیٹھنے کی نظر ہو گئے۔۔۔اس نے آیت پھر پڑھی، پڑھتا گیا، ناجانے کس گنتی کو پہنچ گیا تھا مگر وہ پڑھتا گیا اور آنکھ روتی رہی۔۔۔۔۔قرآن کی خوشبو اس کو آنے لگی۔ پڑھنے والے کو آتی ہے، سوا سے بھی آئی مگر اس کا دل پڑھ کر کپکپاہٹ سے بھرپور ہو گیا۔ گھر کی خاموشی وحشت میں بدل گئی۔ روح بلکنے لگی اور چہرہ پسینے سے تر ہو گیا۔ آنسو آنکھ نشین ہو گئے۔

مرگ کے قریب کا دل آخری ہچکی سے پہلے بول اٹھا۔ اندر کی آواز کوڑے برسانے لگی

" کیا تم نے اپنے عظیم رب کی قدر کی راشد؟ "

دل نے پوچھا تو راشد شرمندگی کی چادر سے چہرہ ڈھانپنے لگا، اس نے قدر نہیں کی تھی۔ وہ تو ناشکری کا راہی، وہ تو بے صبری کا مکین تھا۔

وہ اپنے دل کو مردہ کر تا رب کو بھولا ہوا تھا۔ وہ خواہشوں کے انبار اور مجبوریوں کا رونا روتا رب کی ذات سے دنیا کو شریک بنا رہا تھا۔ آہ۔۔ کند ذہن شخص راشد کیا کما رہا تھا۔

اسے لگا سانس آنا رک گیا ہو۔ ایک رکاوٹ آرہی تھی سانس لینے میں۔ گھر سے باہر نکلتا وہ گلی میں بھاگنے لگا اس کا رخ کس منزل کی جانب تھا معلوم نہیں۔ گلی سے سڑک تلک اس کے قدم آپہنچے۔ سڑک پر اوندھے منہ گرا شخص آتے جاتے لوگ دیکھنے لگے۔ سانس لینے کو تڑپتا وجود سڑک کے ایک طرف پڑا تھا۔ اس کا دل عمر بھر رب کی ناقدری اور اپنی حماقتوں پہ مرگ کی حالت میں تھا۔ اک طرف سٹریٹ لائٹ میں دکھتا وہ نادان اور دوسری جانب گھر کے اندھیر طاق میں رکھا قرآن۔ اور ماحول میں گونجتی ایک آواز
کوئی فقیر گنگناتا جاتا تھا۔

urdunovelsblog

چھوڑ دو آغوش نیند کی
اٹھو اٹھو نماز پڑھ لو
اٹھا لو قرآن ہدایت پڑھ لو
اٹھو اٹھو نماز پڑھ لو
دل کو زندگی بخشو
اٹھو اٹھو نماز پڑھ لو
ہے خسارے کا نام ہے دنیا
اٹھو اٹھو نماز کر لو

اس نے رخ سیدھا کیا چہرہ آسمان کی جانب موڑا۔ آسمان دھندلانے لگا۔ اس کی آنکھیں گیلی تھیں۔ اور کئی سوچیں ذہن میں۔

وہ اکھڑے سانس کے ساتھ مسجد پہنچا، ایک نظر خود کو دیکھتے مولوی صاحب کی مسکراہٹ دیکھی اور دوسری نظر سجدے میں سجدہ گاہ کو۔

نماز میں رکوع کرتے اسے اپنی روح تندرست ہوتی ہوئی ملی۔ سجدہ کرتے اسے دل کی صحت بحال ہوتی محسوس ہوئی، دعا کرتے، پھوٹ پھوٹ کے روتے پہلی بار رب قریب لگا۔۔۔۔ہاں وہیں شہ رگ کے قریب۔۔۔۔بے حد قریب۔

نماز کے بعد امام صاحب کے سامنے بیٹھا وہ بولتا رہا وہ سنتے رہے۔

" نانی باولی نہیں تھی باولا میں تھا۔ وہ سچ کہتی تھی اس کے قرآن کی خوشبو ہے۔ کیونکے وہ اس کے رب کا پیغام ہے۔۔۔۔"
بولنا روک کر توضیح کی۔

میرے رب کا پیغام ہے۔اور اس کی خوشبو مردہ دلوں کو زندگی بخشتی ہے۔ "
" اس کی خوشبو سونگھی نہیں جاتی بس وہ دل کی دنیا کا موسم بدلنے والی ہے۔

مجھے خوشبو آئی، مجھے نماز کے اثرات محسوس ہوئے،۔۔۔۔۔۔"
" ۔۔۔۔۔۔۔میں زندہ لگنے لگا ہوں امام صاحب، موت سے زندہ ہونے کا سفر خوشبو کے نام کا ہے۔ قرآن کی خوشبو۔

چہرہ گرد آلود کرتی رہی۔ مگر پرواہ نہ تھی۔ دل کی آلودگی صاف ہوگئی تھی۔۔۔۔۔۔کافی تھا۔ مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا وہ آسمان کو دیکھتا رہا، تاروں کی روشنی سے رب تلاش کرتا رہا۔اڑتی ہوئی مٹی اس کا بہت تھا۔بس یہی ضروری تھا۔

۔۔۔۔
☆☆

urdunovelsblog